© rasailojaraid.com

عدالتی حلف کا شرعی طریقِ کار

علامہ صدر شہید

ذمیوں سے حلف:

اہل کتاب سے حلف اور ان پر قسم کی تغلیظ

ابراہیم نخعی (۱) سے مروی ہے:

انه كان يقول فى اهل الكتاب اذا استحلفوا: تغلظ عليهم بدينهم، فاذا بلغت اليمين استحلفوا بالله

(وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اہل کتاب سے حلف لیا جائے تو انہیں ان کے اپنے مذہب کے حوالہ سے سخت قسم دی جائے اور جب قسم کھانے کا مرحلہ آئے تو اللہ تعالی کے نام پر ان سے حلف لیا جائے)۔

کیونکہ مسلمان پر قسم کی تغلیظ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ جھوٹی قسم کھانے سے محفوظ رہے۔ اس طرح کافر پر بھی قسم کی تغلیظ کی جائے، مسلمان پر قسم کی تغلیظ کی جائے تو وہ یوں قسم کھائے: "قسم ہے اس ذات باری تعالی کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ..." اس کے بعد وہی عبارت جو گذشتہ باب میں ہم بیان کر چکے ہیں، اس لئے کہ مسلمان کا عقیدہ یہی ہوتا ہے مگر کافر پر اس کے اپنے مذہب کے حوالہ سے تغلیظ کی جائے۔

یہودی سے حلف

یہودی سے اس طرح حلف لیا جائے "میں اللہ تعالی کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے حضرت موسی علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی" اس کی دلیل شعبی کی

☆ صاحبین: فقہ میں صاحبین سے مراد امام ابو یوسف وامام محمد ہیں۔ (رحمہما اللہ تعالی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ روایت ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلف ابن صوریا الاعور (۳) باللہ الذی لا الہ الا هو الذی انزل التوراۃ علی موسی کیف تجدون حد زنی الثیب فی کتابکم؟ (۳)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا الاعور سے یوں حلف لیا تھا: قسم ہے اس ذات باری تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل فرمائی' یہ بتلاؤ کہ تم اپنی کتاب میں شادی شدہ (مرد یا عورت) کے زنا کی کیا حد پاتے ہو؟)

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرتا ہے اور ان کی تعظیم کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

نصرانی سے حلف

نصرانی سے یہ حلف لیا جائے: "قسم ہے اس ذات باری تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی"۔

اس کی دلیل عطاء (م ۱۱۵ھ) سے مروی یہ روایت ہے:

انه سئل: کیف یستحلف اهل الکتاب بالتوراة والانجیل فقال: یستحلفون باللہ' وان التوراة والانجیل من کتب اللہ تعالی'

(ان سے سوال کیا گیا کہ اہل کتاب سے تورات و انجیل کی قسم کیسے لی جائے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی قسم لی جائے' تورات اور انجیل تو اللہ تعالیٰ کی کتب ہیں)۔

مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب سے تورات و انجیل کی قسم نہ لی جائے' جس طرح ایک مومن سے قرآن پاک کی قسم نہیں لی جاتی' ان سے اس طرح حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے تورات حضرت موسیٰ پر اور انجیل حضرت عیسیٰ پر نازل

☆ بیع بضربتہ القانص: شکاری کا ایک یا دو مرتبہ جال پھینکنے کو فروخت کرنا۔ (ھدایہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمائی۔ پہلی صورت یہودی کے لئے اور دوسری صورت نصرانی کے لئے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرتا ہے اور ان کی تعظیم کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

آتش پرست اور بت پرست سے حلف

آتش پرست سے اس طرح حلف لیا جائے: اللہ کی قسم جس نے آگ کو پیدا کیا" امام محمد اسی طرح فرماتے ہیں۔

مصنف (متن) فرماتے ہیں یہودی اور نصرانی کے علاوہ دوسرے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے نام پر حلف لیا جائے' اس لئے کہ حلف میں مقسم بہ (یعنی جس کی قسم کھائی جائے) کی تعظیم مقصود ہوتی ہے' اس کی دلیل حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے:

انہ کتب ان لا یستحلفوا بغیر اللہ تعالی

(انہوں نے (اپنے گورنروں کو) تحریری ہدایت جاری کی تھی کہ وہ غیر اللہ کے نام پر حلف نہ لیں)

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

لا تحلفوا بابائکم ولا بالطواغیت فمن کان منکم حالفا فلیحلف باللہ او لیذر (۵)

(تم اپنے آباء اور بتوں کی قسمیں مت کھاو' جو شخص تم میں سے قسم کھائے وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائے ورنہ گریز کرے)

مزید براں حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

لان احلف باللہ کا ذبا احب الی من ان احلف بغیر اللہ صادقا'

(اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا مجھے زیادہ پسند ہے بنسبت اس کے کہ میں غیر اللہ کے نام کی سچی قسم کھاوں)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مزید براں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے:

انہ حلف سارقا باللہ ماسرق فحلف وکان عیسی علیہ السلام رآہ سرق فلما اشتد علی عیسی اوحی اللہ تعالی الیہ : انی قد غفرت لہ بتوحیدہ لی و ان کان کاذبا (۶)

(انہوں نے ایک چور کو اللہ کی قسم دلائی کہ اس نے چوری نہیں کی' اس نے قسم کھالی حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اس کو چوری کرتے دیکھا تھا' جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بات شاق گزری تو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: میں نے اس شخص کو بخش دیا ہے کہ اس نے مجھے ایک جانا گو وہ (اپنی قسم میں) جھوٹا تھا)

اس سے ثابت ہوا کہ حلف میں مقسم بہ کی تعظیم مقصود ہوتی ہے' آگ کی تعظیم جائز نہیں ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کا ذکر نہ کیا جائے' تاکہ اس کا نتیجہ آگ کی تعظیم کی صورت میں نہ نکلے۔ تورات اور انجیل اللہ تعالیٰ کی قابل تعظیم کتب ہیں ۔ اس لئے قسم میں انہیں بیان کر کے ان کی تعظیم کرنا جائز ہے ۔

قسم میں آگ کا ذکر نہ کیا جائے' صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائے' اس لئے کہ کافر بھی اللہ تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں' فرمان الٰہی ہے: ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ (۷) (اے نبی اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو وہ جواب دیں گے: اللہ نے)۔

اہل کتاب وغیرہ پر کسی مخصوص جگہ پر قسم کی تغلیظ

ابن سیرین (م ۱۱۰ھ) سے روایت ہے :

ان کعب بن سور (۸) استحلف رجلا من اھل الکتاب فقال: انطلقوا بہ الی المذبح وقال:اجعلوا الانجیل فی حجرہ و التوراۃ علی راسہ واستحلفوا باللہ تعالی فی المذبح (۹)

(حضرت کعب بن سور (م ۳۶ھ) نے اہل کتاب کے ایک شخص سے حلف لینا چاہا تو فرمایا کہ اس کو قربان گاہ میں لے جاو اور فرمایا کہ انجیل اس کی گود میں اور تورات اس کے سر پر رکھو اور قربان گاہ میں اس سے اللہ تعالیٰ کے نام کا حلف لو)

☆شیخین: فقہ میں شیخین سے مراد امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف ہیں (رحمہ اللہ تعالیٰ) ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قربان گاہ وہ جگہ ہے جہاں اہل کتاب اپنی قربانیاں دیتے ہیں اور اس مقام کے احترام و تقدس کا اسی طرح عقیدہ رکھتے ہیں جس طرح مسلمان مسجد کے لئے رکھتے ہیں۔ چنانچہ قاضی حضرات اہل کتاب کو ان کے مقدس مقام میں سخت قسم دیا کرتے تھے۔

ہمارے نزدیک کسی مقدس مقام پر قسم میں تغلیظ نہ کی جائے، نہ کسی کو قربان گاہ میں بھیجا جائے نہ کسی کو بیعہ (یہودیوں کی عبادت گاہ) یا کلیسا میں اور نہ آتش پرست کو آتش کدہ میں بھیجا جائے، اس لئے کہ اس سے اس مقام کی تعظیم ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک مسلمان کو قسم کھلانے کی خاطر مسجد میں نہیں بھیجا جاتا تو کفار کو بھی ان کے مقدس مقامات پر نہیں بھیجا جائے گا۔

میعادی دعوی میں حلف

ایک شخص نے کسی کے خلاف ایک ہزار درہم کا دعوی کیا تو مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ اس شخص کا میرے ذمہ ایک ہزار درہم ہے مگر اس کے ادا کرنے کے لئے ایک سال تک کی مدت طے ہوئی تھی۔ یہاں یہ سمجھا جائے گا کہ مدعا علیہ نے رقم کا تو اقرار کر لیا لیکن مدت کا وہ ایک نیا دعوی کر رہا ہے، لہٰذا اس مدت کے معاملے میں اس شخص کا بیان قسم کے ساتھ قابل قبول ہوگا جو رقم کا مطالبہ کر رہا ہے، (کیونکہ مدت کے دعوی میں وہ مدعا علیہ ہے) اس لئے کہ رقم تو دونوں کی تصدیق سے ثابت ہو چکی ہے مگر مدعا علیہ یہ دعوی کر رہا ہے کہ مدعی نے اس کو ایک خاص مدت تک رقم ادا کر دینے کی اجازت دی تھی، جب کہ مدعی اس کا منکر ہے، اس لئے مدعی کا بیان قبول کیا جائے گا اور اس سے اس بارے میں حلف بھی لیا جائے گا۔

ہمارا (احناف کا) مسلک یہی ہے، مگر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اس سلسلے میں مدعا علیہ کا بیان قبول کیا جائے گا۔ اس مسئلہ کی وضاحت ہم شرح جامع صغیر (۱۰) میں کر چکے ہیں۔ مدعی سے قسم لینے کی صورت میں اس سے ان الفاظ میں حلف لیا جائے: "اللہ کی قسم یہ رقم اس شخص کے ذمہ فلاں مدت مقررہ تک جس کا یہ دعویدار ہے میعادی نہیں ہے" بشرطیکہ مدعا علیہ مدعی سے حلف لینے کا خواہاں ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سبب بیان کرنے کے دعوی میں حلف

ایک شخص نے کسی کے خلاف ایک ہزار درہم کا دعوی کیا تو مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ آپ مدعی سے اس رقم کا سبب دریافت کریں، مدعی نے کہا۔ اس رقم کا سبب تو خود یہ جانتا ہے، یا کہا میں اس رقم کا سبب نہیں بتلاتا۔ اب قاضی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ مدعی کو سبب بیان کرنے پر مجبور کرے، اس لئے کہ مدعی کے لئے جو کچھ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ وہ صحیح دعوی پیش کرے اور مطلق رقم کا دعوی اسی طرح صحیح دعوی ہے جس طرح رقم کے سبب بیان کرنے کے ساتھ دعوی پیش کیا جائے ۔ لہٰذا مدعی کو سبب بیان کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا تاہم مدعی سبب بیان کر دے تو قاضی یہ دیکھ لے کہ اگر اس کا دعوی صحیح ہے تو وہ اس (دعوی) کی سماعت کرے، دعوی صحیح نہیں تو وہ اس کی سماعت نہ کرے ۔

اگر مدعی سبب بیان کرنے سے انکار کر دے تو قاضی اسے سبب بیان کرنے پر مجبور نہ کرے لیکن مدعا علیہ سے رقم کے بارے میں دریافت کرے۔ اگر وہ رقم کا اقرار کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ اس رقم کا سبب فلاں ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:۔

۱۔ اس نے رقم کا اقرار ایسے سبب سے کیا جس کی وجہ سے رقم اس کے ذمہ لازم نہیں، مثلاً کہے: "اس شخص کا میرے ذمہ ایک ہزار درہم ہے اس لئے کہ میں نے اس سے مردار یا خون خریدا تھا"۔

۲۔ یا اس نے (رقم کا) اقرار ایسے سبب سے کیا کہ جس کی وجہ سے رقم اس کے ذمہ لازم ہے۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے مدعی نے اگر مدعا علیہ کے بیان کی تصدیق کر دی تو رقم مدعا علیہ کے ذمہ لازم نہیں ہوگی کیونکہ وہ دونوں ایک ایسے سبب پر متفق ہوئے ہیں جو مثبت پہلو کے لئے موزوں نہیں ہے۔ اگر مدعی نے مدعا علیہ کے بیان کی تکذیب کر دی (تو یہاں مصنف نے یہ بیان کیا ہے) کہ اس صورت میں اقرار کرنے والے (مدعا علیہ) کا بیان قبول کیا جائے گا اور اس سے حلف بھی لیا جائے گا اس لئے کہ اس (مدعا علیہ) کا یہ بیان: " اس شخص کا میرے ذمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک ہزار درہم ہے کیوں کہ میں نے اس سے مردار یا خون خریدا ہے" درحقیقت رقم سے انکار کے مترادف ہے' اس لئے اس کا بیان قابل قبول ہوگا اور اس سے حلف بھی لیا جائے گا۔

شمس الائمہ امام حلوانی (م ۴۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ درج بالا صورت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالی کی رائے کے مطابق ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالی کی رائے کا جہاں تک تعلق ہے ان کے نزدیک مدعا علیہ کے اقرار کی وجہ سے وہ رقم اس کے ذمہ واجب الاداء ہو گی اور مدعا علیہ کے اس بیان کی تصدیق نہیں کی جائے گی کہ اس کے ذمہ مردار یا خون کی قیمت ہے۔ شمس الائمہ نے مندرجہ ذیل مسئلہ بطور استشہاد پیش کیا ہے اور اس میں انہوں نے آئمہ کا اختلاف بیان کیا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ اس شخص کی میرے ذمہ شراب کی قیمت مبلغ ایک ہزار ہے اور مدعی نے اس کی تصدیق کر دی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ رقم مدعا علیہ کے ذمہ واجب الاداء ہو گی اور صاحبین کے نزدیک واجب الاداء نہیں ہوگی۔

اس مسئلہ میں آئمہ کے اختلاف کی بنیاد اس امر پر ہے کہ کیا ایک مسلمان پر شراب کی قیمت واجب الاداء ہے یا نہیں؟ امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب الاداء ہے مثلاً اس نے کسی ذمی کو شراب خریدنے کے لئے اپنا وکیل بنایا ہو تو اس صورت میں شراب کی قیمت مسلمان موکل کے ذمہ لازم ہے مگر صاحبین کے نزدیک واجب الاداء نہیں' اگر مدعی نے مدعا علیہ کے بیان کی تردید کر دی تو ضروری ہے کہ اس صورت میں بھی اختلاف کی یہی نوعیت باقی رہے۔

دوسری صورت کا جہاں تک تعلق ہے سو اگر مدعی مدعا علیہ کے رقم کے بارے میں بیان کی تو تصدیق کرتا ہے لیکن سبب کے بارے میں اس کی تکذیب کرتا ہے اور وہ کسی اور سبب کا دعوی کرتا ہے تو پھر اس میں دیکھا جائے گا کہ اگر ان دونوں اسباب میں تضاد نہیں تو رقم واجب الاداء ہوگی' مثلاً مدعا علیہ یہ کہے: اس (مدعی) کا میرے ذمہ جو مبلغ ایک ہزار درہم ہے وہ قرض کے بدلے ہے اور مدعی یہ کہے کہ یہ رقم غصب کے بدلے ہے' اس لئے کہ جو ایک ہزار (درہم) غصب کے سبب کی وجہ سے واجب الاداء ہو رہا ہے وہ اس ہزار سے مختلف نہیں جو قرض کے سبب واجب الاداء ہے۔ چنانچہ سبب کے اس اختلاف کی وجہ سے مدعی کا کوئی نقصان نہیں ہوتا'

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۵۰ ہجری اور وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب کہ اصل مقصود (ایک ہزار) میں کوئی اختلاف نہیں' اس لئے اس (مدعا علیہ) کے ذمہ ایک ہزار درہم واجب ہوں گے۔

اگر دونوں اسباب میں تضاد ہو مثلاً مدعا علیہ کہے: "میرے ذمہ اس شخص کا ایک ہزار اس غلام کی قیمت ہے جو اس نے میرے ہاتھ فروخت کیا ہے' مگر میں نے یہ غلام اپنے قبضہ میں نہیں لیا اور مدعی یہ کہے کہ اس شخص کے ذمہ میرا ایک ہزار بطور قرض ہے یا اس نے مجھ سے یہ رقم غصب کی تھی' تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ غلام مدعی کے قبضہ میں نہیں جب کہ مدعا علیہ کہے کہ یہ رقم اس غلام کی قیمت ہے جو اس نے میرے ہاتھ فروخت کیا تھا یا غلام اس کے قبضے میں ہے' غلام مدعی کے قبضے میں نہیں تو امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ کے نزدیک مدعا علیہ کے ذمہ ایک ہزار (درہم) واجب الاداء ہوں گے اور مدعا علیہ کے اس بیان کی تصدیق نہیں کی جائے گی کہ غلام میرے قبضہ میں نہیں ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس نے بات اپنے سابقہ بیان کے ساتھ کہی یا کچھ وقت بعد۔ اسی طرح اگر مدعی مدعا علیہ کی ایک جہت سے تصدیق کرتا ہے کہ اس نے مجھ سے غلام خریدا ہے لیکن غلام قبضہ میں نہ ہونے کی تکذیب کرتا ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک مدعا علیہ کے ذمہ ایک ہزار (درہم) واجب الاداء ہوں گے اور اس کے بیان کی تصدیق نہیں کی جائے گی کہ غلام میرے قبضہ میں نہیں' اس مسئلہ کا تعلق کتاب البیوع سے ہے۔

دوسری صورت میں جب کہ غلام مدعی کے قبضہ میں ہو اور مدعا علیہ کہے کہ یہ رقم اس غلام کی قیمت ہے جو مدعی کے قبضہ میں ہے' تو اس مسئلہ کی یہ تین صورتیں ہیں:۔

۱۔ مدعی مدعا علیہ کے بیان کی تصدیق کرے تو اسے یہ حکم دیا جائے گا کہ وہ مدعا علیہ سے ایک ہزار درہم وصول کرے اور غلام مدعا علیہ کے سپرد کردے۔

۲۔ مدعی مدعا علیہ کے بیان کی تکذیب کرے اور یہ کہے کہ میں نے سرے سے غلام بیچا ہی نہیں' غلام میرا ہے' اس کے ذمہ میرا ایک ہزار درہم کسی اور سبب سے ہے' اس نے مجھ سے قرض لیا تھا یا یہ کسی غصب شدہ چیز کا بدل ہے' تو اس صورت میں اقرار کرنے والے کا بیان قبول کیا جائے گا' اس لئے کہ مدعا علیہ نے مطلقاً رقم کا اقرار نہیں کیا بلکہ اس نے رقم کا اقرار اس شرط پر کیا ہے کہ غلام اس کے حوالے کر دیا جائے' چونکہ غلام اس کے حوالے نہیں کیا گیا اس

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لئے مدعا علیہ کے ذمہ یہ ایک ہزار واجب الاداء نہیں ہوں گے۔ اور مدعا علیہ کا بیان ہی قبول کیا جائے گا نیز اس سے اس طرح کا حلف لیا جائے گا " اللہ کی قسم اس غلام کی قیمت کے علاوہ میرے ذمہ اس کا ایک ہزار درہم اس سبب سے نہیں ہے جس کا اس نے دعویٰ کیا ہے"۔

۳۔ مدعی کہے کہ یہ غلام اس (مدعا علیہ) کا ہے، میرا نہیں۔ مگر میرا یہ ایک ہزار (درہم) جو اس کے ذمہ ہے، اس غلام کی قیمت کے علاوہ ہے، تو اس صورت میں قاضی مدعا علیہ کو ایک ہزار (درہم) دینے اور مدعی کو غلام مدعا علیہ کے حوالہ کرنے کا حکم دے، اس لئے کہ مدعا علیہ مدعی کے ایک ہزار کا اقرار اس شرط پر کرتا ہے کہ غلام اس کے سپرد ہو اور مدعی اس کو غلام سپرد کر رہا ہے۔ سبب تو مقصود ہے نہیں، مقصود بالذات یہ ہے کہ مدعی کو ایک ہزار درہم اور مدعا علیہ کو غلام مل جائے، یہ مقصد اس صورت میں حاصل ہو رہا ہے۔ فریقین کا اگر سبب میں اختلاف ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جب کہ مقصود بالذات میں کوئی اختلاف نہیں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ یہ ابو عمران ابراہیم النخعی بن یزید بن قیس بن الاسود بن عمرو بن ربیعہ بن ذہل بن سعد بن مالک بن النخع الکوفی ہیں ۔ ابراہیم النخعی اور شعبی اپنے وقت میں اہل کوفہ کے مفتی اور فقیہ تھے، یہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں اور کبار تابعین سے حدیث کی سماعت کی ہے جن میں علقمہ، الاسود، عبدالرحمن اور مسروق وغیرہ شامل ہیں، اور ان سے متعدد تابعیوں نے حدیث کی روایت کی ہے ان میں السبیعی، حبیب بن ابی ثابت، سماک بن حرب، الحکم، الاعمش، حماد بن ابی سلیمان (استاد امام ابو حنیفہ) وغیرہ شامل ہیں، علماء نے ان کے ثقہ ہونے، عظیم المرتبت ہونے اور فقہ میں ماہر ہونے پر اتفاق کیا ہے، الاعمش فرماتے ہیں کہ نخعی فن حدیث میں ماہر تھے، العجلی کہتے ہیں کہ نخعی ایک صالح، فقیہ، پرہیزگار اور کم تکلف کرنے والے انسان تھے، ۹۶ھ میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۴۹ سال تھی، امام بخاری کے نزدیک اس وقت ۸۵ کے پیٹے میں تھے، سوانح حیات کے لئے دیکھئے: تھذیب الاسماء واللغات ۱: ۱: ۱۰۴۔۱۰۵(۳۶)، تذکرۃ الحفاظ ۱: ۷۳۔۷۴(۷۰)، تھذیب التھذیب ۱: ۱۷۷، خلاصۃ تذھیب الکمال : ۲۰، شذرات الذھب ۱:۱۱۱، طبقات ابن سعد ۶: ۱۸۸، طبقات الشیرازی : ۶۲، طبقات القراء (ابن الجزری)

☆ثمن: وہ مقدار جس پر عاقدین راضامند ہو جائیں خواہ وہ قیمت سے زائد ہو یا کم☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱: ۲۹، العبر ۱: ۱۱۳، اللباب (المثنی) ۳: ۳۰۴، وفیات الاعیان ۱: ۳، طبقات الحفاظ ۱: ۲۹(۶۸)۔

۲۔ عبداللہ بن صوریا الاعور، ابن صوریا الاسرائیلی کے نام سے معروف تھے، ایک یہودی عالم تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا، زانیوں اور رجم کے سلسلے میں ان کا واقعہ مشہور ہے جو صحیحین وغیرہ میں ابن عمرؓ سے مروی حدیث میں بیان کیا گیا ہے، مفسرین کے نقطہ نظر کے مطابق آیت "یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر" (آل عمران: ۱۷۶، المائدۃ: ۴۴) ابن صوریا کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئے تھے، ان کے بارے میں دیکھئے: الاصابۃ ۲: ۳۱۸-۳۱۹(۴۷۶۴)، السیرۃ النبویۃ (ابن ھشام): قسم ۱ ص ۵۴۹، ۵۶۰، ۵۶۴۔ ۵۶۷، ۵۷۰، طبقات ابن سعد: ج ۱ قسم ۱ ص ۱۰۸، تفسیر الطبری ۱۰: ۳۴۲، مختصر تفسیر الطبری ۱: ۱۴۵، تفسیر القرطبی ۶: ۷۷

۳۔ سنن ابی داود (الحدود) ۴: ۱۵۷(۴۴۵۳، ۴۴۵۴)، صحیح البخاری (کتاب الاعتصام) ۴: ۱۸۰، (کتاب التوحید) ۴: ۲۰۷، صحیح مسلم (الحدود): ۳: ۱۳۲۶-۱۳۲۸، (۱۶۹۹، ۱۷۰۱)، صحیح مسلم بشرح النووی ۱۱: ۲۰۸، موطا امام مالک بشرح تنویر الحوالک ۲: ۱۶۵، شرح الزرقانی ۵: ۸۰، بروایۃ محمد بن حسن الشیبانی: ص ۲۴۲(۶۹۴)، مسند امام احمد: ج ۲ ص ۵، ۱۷، سنن الترمذی (الحدود) ۲: ۴۴۶(۱۴۶۳، ۱۴۶۴)، سنن ابن ماجۃ ۲: ۸۵۵ (۲۵۵۸)، السنن الکبری ۸: ۲۱۴-۲۱۵، سنن الدارمی ۲: ۹۹(۲۳۲۶)، نصب الرایۃ ۳: ۳۲۶، الدرایۃ ۲: ۹۹(۶۵۸)، ذخائر المواریث ۴: ۳۲۱(۱۲۰۵۰)، مستدرک الحاکم ۴: ۳۶۵، المنتقی من السنن: ص ۲۷۹(۸۲۲)،

۴۔ عطاء بن ابی رباح الفہری المکی التابعی نے مشہور روایت کے مطابق ۱۱۵ھ میں وفات پائی، ان کے بارے میں بعض مصادر کے حوالہ جات پیشتر ازیں بیان ہوچکے ہیں، مزید دیکھئے: طبقات ابن سعد ۲: ۲: ۱۳۴، طبقات الفقہاء (شیرازی): ۴۴، صفۃ الصفوۃ ۲: ۱۹۹، الجرح والتعدیل ۳: ۱: ۳۳۰، الجمع بین رجال الصحیحین ۱: ۳۸۵، الاکمال: ۹۶، جامع مسانید الامام الاعظم ۲: ۴۹۴، تاریخ الاسلام ۴: ۲۸۷، البدایۃ والنہایۃ ۹: ۳۰۶۔

۵۔ سنن النسائی: ج ۷ ص ۷، صحیح مسلم: ۳: ص ۱۲۶۸ (۱۶۴۸)، (الایمان): ۶، سنن ابن ماجۃ ۱: ۶۷۸(۲۰۹۵)، مسند امام احمد: ج ۵ ص ۶۲، المنتقی (ابن جارود): ۳۰۸(۹۲۳)، الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف: ۱۲۲(۱۰۷)، الکشاف ۳: ۱۱۴، السنن الکبری ۱۰: ۲۹، موطا امام مالک مع تنویر الحوالک ۱: ۳۱۸، بروایۃ محمد بن الحسن الشیبانی: ص ۲۹۵، بشرح الزرقانی ۳: ۳۷۰، صحیح البخاری (مناقب الانصار) ۲: ۲۰۶، (الادب) ۴: ۴۷، (الایمان) ۴: ۱۰۲-۱۰۳، (التوحید) ۴: ۱۸۷، صحیح مسلم (الایمان) ۳: ۱۲۶۷(۱۶۴۶)، بشرح النووی ۱۱: ۱۰۵، ۱۰۶، سنن الدارمی ۲: ۱۰۶(۲۳۴۶)، سنن ابن ماجۃ (الکفارات) ۱: ۶۷۷(۲۰۹۴)، سنن الترمذی (النذور) ۳: ۴۵(۱۵۷۳)، سنن ابی داود (الایمان) ۳: ۴۵(۱۵۷۳، ۱۵۷۴)، المنتقی من السنن ابن الجارود (الایمان): ص ۳۰۸(۹۲۲)، مجمع الزوائد ۴: ۱۷۷، جامع الاصول ۱۲: ۲۹۴(۹۲۴۱)، السنن الکبری ۱۰: ۲۸، مسند امام احمد ۱: ۴۷، ۲: ۱۱، ۳۴، ۶۷، ۶۹، ۸۷، ۹۸، ۱۲۵، ۱۴۳، ۳: ۴۸۷، سنن النسائی ۷: ۴ - ۵، نصب الرایۃ ۳: ۲۹۵، الدرایۃ ۲: ۹۰، (۶۲۶)، تلخیص الحبیر ۴: ۱۶۸(۲۰۴۰، ۲۰۴۱)۔

۶۔ اس حدیث کا مفہوم اس حدیث سے ملتا جلتا ہے جس کو امام احمدؒ، نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے دیکھئے: تلخیص الحبیر ۴: ۲۰۹(۲۱۳۸)، مستدرک الحاکم ۴: ۹۶، مسند امام احمد ۱: ۲۹۶، ۳۲۲، السنن الکبری ۱۰: ۳۷ - ۳۸

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۷۔ الزخرف: ۸۸

۸۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے: قاضی کعب بن سور بن بکر بن عبداللہ بن ثعلبہ بن سلیم بن ذہل بن لقیط، مورخ ابن خیاط نے ان کا نسب نامہ یمن کے ازد بن غوث کے ساتھ ملایا ہے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کے منصب قضاء پر مامور کیا تھا کیونکہ انہوں نے ان میں اعلیٰ درجہ کی ذہانت اصابت رائے نیز صحیح اور ٹھوس فیصلہ کرنے کی صلاحیت جیسی صفات کو محسوس کرلیا تھا، حضرت عمر کی شہادت تک بصرہ میں قیام پذیر رہے، بعد میں منصب قضاء سے معزول کردیئے گئے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دوبارہ منصب قضاء پر فائز کئے گئے، ۳۶ھ میں وفات پائی، جنگ جمل میں اس وقت شہید ہو گئے جب قرآن مجید کو تھامے ہوئے فریقین کو صلح کے لئے اللہ اور اسلام کا واسطہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک تیر ان کے سینے میں پیوست ہو گیا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب انہیں شہید ہوتے ہوئے دیکھا تو ان کی تعریف فرمائی، ان کے بارے میں مزید دیکھئے: اخبار القضاۃ ۱: ۲۷۴۔۲۸۳، تاریخ خلیفۃ بن خیاط ۱: ۱۲۸، ۱۵۸، ۱۶۵، ۱۷۱، کتاب الطبقات (ابن خیاط): ص ۲۰۱، طبقات ابن سعد: ج ۷ قسم ۱ ص ۱۰۸۔

۹۔ المصنف ۸: ۳۶۱ (۱۵۵۴۳)، اخبار القضاۃ ۱: ۲۷۸، السنن الکبری ۱۰: ۱۸۰۔

۱۰۔ جامع صغیر امام محمد بن حسن شیبانی کی تصنیف ہے اس کی شرح حسام شہید نے کی ہے۔ مزید دیکھئے: شرح ادب القاضی جلد اول (اردو ترجمہ) ص ۲۹۔

Ideal Role of Women in Islam

A set of Booklets relating the women

Published by

The Sunni Foundation, Bradford U.K.

حج وعمرہ ہو یا اور کوئی سفر .... ہمارا نصب العین کسٹمر کی خدمت اور اطمینان

حجاز ٹریولز

111- Windsor Road, Ilford, IGI IHQ London U.K.02085143680

☆ اتر کوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابوحنیفہ) ☆

© rasailojaraid.com